رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

تیں کا نور ہو جائیگی اک دن دیکھنا | عسیٰ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستار میں ہوں

الفضل

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی ... لوگ نہیں ... مانتے (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (عہ)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۲ | ۴ - فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۰۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفہ ثانی کو ریزش سے تکلیف ہے مگر حضور بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں احباب کو دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ بخشے خصوصًا احباب قادیان جو ۱۵- دسمبر ۱۹۱۴ء سے درس قرآن نہیں سن سکے +

اہل بیت رسالت میں بحمد اللہ خیریت ہے +

یکم فروری دوم فروری مسٹر سینڈرسن مع تین اسسٹنٹوں کے ہائی سکول کا معائنہ فرمایا +

احمدیہ ٹورنمنٹ شروع ہے یکم فروری جنٹلمین اور ہائی سکول ٹیم کا ہاکی میچ ہوا جسمیں فریقین برابر رہے ان کھیلوں کا سلسلہ ۵ فروری تک رہے گا +

۲- فروری جنٹلمین کا احمدیہ سکول ٹیم سے فٹ بال میچ ہوا جسمیں جنٹلمین ٹیم جیتی +

اخبار احمدیہ

چوہدری نبی بخش صاحب ساکنہ اجمیر ضلع ہوشیارپور تبلیغ کے کام میں مشغول ہیں۔ انھوں نے شیخ عبد الرب اور بابا محمد حسن کے ساتھ ملکر کئی جگہ وعظ کیا۔ ان کے ذریعے کئی آدمیوں نے بیعت کی۔ بیعت کنندگان میں ان کے دو لڑکے بھی شامل ہیں +

بعض دیہات میں آجکل طاعون کا زور ہے۔ احباب خداوند تعالیٰ کے حضور بہت بہت دعائیں کریں کہ احمدی بھائی اس سے محفوظ رہیں +

مستری احمد الدین صاحب بھیرہ کی غیرت دینی قابل تعریف اور نمونہ ہے ان کا بھائی جو سلسلہ کا مخالف تھا سخت بیمار ہوا اس حالت میں اس نے اپنے بھائی (مستری صاحب) کو بلایا م م اور حضرت اقدس کا ذکر شروع کر دیا اور کہا میں توبہ کرتا ہوں خدا مجھے رہائی دے۔ آئینہ کمالات بھی سنتا رہا۔ آخر فوت ہو گیا۔ چونکہ بیعت نہیں کی تھی اس لئے مستری صاحب نے اسکا جنازہ نہیں پڑھا +

ماسٹر عبد العزیز صاحب احمدی ورنیکلر ٹیچر ہائی سکول پسرور ضلع سیالکوٹ نے انتالیس اشخاص نو مبایعین کی فہرست ارسال فرمائی ہے انکی سعی کا خدا تعالیٰ نے انھیں نتیجہ بخشا ہے یہ نمونہ ہر ایک احمدی کیلئے قابل رشک ہے۔ ان مبایعین کے نام انشاء اللہ فہرست مبایعین میں درج کئے گئے ہیں +

حکیم خلیل احمد صاحب ساکن مونگیر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے منشاء کے ماتحت باریسال ملک بنگال کے ایک ہائی سکول کے بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ ہو کر وہاں گئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اسلامیہ بورڈنگ کے لڑکے اور ماسٹر وغیرہ بہت خلوص سے ملے۔ آج میں لڑکوں اور ماسٹروں کو جمع کر کے پابندی نماز اور تلاوت قرآن کے متعلق باتیں سناؤنگا۔ اللہ تعالیٰ میری زبان میں اثر ڈالے +

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

جنگ یوروپ

اخبار ڈیلی میل کو قاہرہ سے اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے کہ قنطرہ (جو نہر سوئز کے مشرق کیطرف ہے) کے وسط میں (افسری) کی خبر طلب کے بعد ترک ابتک خاموش ہیں برطانوی جہازوں نے اتوار اور منگل کے روز اسکندرونہ میں جو ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحل پر حلب کے مغرب میں واقعہ ہے چھوٹی چھوٹی جماعتیں اتار دیں انہوں نے چھ سلسلہ کے تار کاٹ ڈالے جو شہر کے شمال اور جنوب کیطرف جاتے تھے ترکوں نے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی۔

صوبہ شام (لنڈن ۳۱ جنوری) امریکن جہاز ٹنسی پر آٹھ ہزار پناہ گزین شام سے اسکندریہ پہنچ چکے ہیں۔

بخارسٹ کی خبر ہے کہ آسٹروی ہنگری فوجیں چار لاکھ اور تین لاکھ کے دو لشکروں میں تقسیم کیگئی ہیں۔ ایک لشکر صوبہ بوکووینا میں روسیوں کا مقابلہ کریگا اور دوسرا سرویا پر حملہ کرے گا۔

روسی بیان لنڈن ۲۹ جنوری پیٹروگراڈ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ روسیوں نے کوہستان کارپیتھین میں دو روز کی جنگ کے بعد جو درہ دکلا کے جنوب مشرق میں جاری رہی۔ فتح حاصل کی۔

ملک پہونچ جانے پر ترکوں نے قاف کے دونوں علاقوں وادی چوروک اور ضلع ادلیٹی میں پھر مستعدی جارحانہ پہلو اختیار کیا مگر ۲۴ جنوری کو پسپا کر دیئے گئے۔

جرمن فوج کا بڑا حصہ بخیال ٹائمز ابھی تک مغربی میدان جنگ میں ہے اس کا قیاس ہے کہ مغرب میں ۴۹ جرمن ڈویژن ہیں۔ اور مشرق میں ۳۴ ڈویژن بلحاظ تعداد مغرب میں اس وقت ۱۸ لاکھ جرمن ہیں۔ مگر جلد ساڑھے بائیس لاکھ ہو جائینگے کیونکہ سنہ ۱۹۱۱ء کے رنگروٹ قواعد سیکھ کر آملیں گے۔ مگر ان سے علاوہ جو رنگروٹ ہیں وہ ابھی نو آموز ہیں تاہم گمان غالب ہے کہ جرمن تمام متحدہ افواج کے جمع ہونے سے پہلے پہلے مغربی میدان جنگ میں اتحادیوں کی صفوں کو چیر کر آگے بڑھنے کی پھر ایک دفعہ کوشش کرینگے۔

جرمن نقصانات کی ۱۳۱ ویں فہرست جس میں ۲۱ جنوری تک کے نقصانات ہیں شایع ہو گئی ہے تاریخ مذکور تک صرف پرشیا کی فوج ۹۸۰۹۶۰ آدمی بیکار ہو گئی۔

مغربی محاربہ۔ جرمنوں نے کوانشی کے قریب خاصی جمعیت سے حملہ کیا مگر باآسانی پسپا کر دیئے گئے۔

برطانوی سٹیمر۔ موسومہ بن کروشاں کو فلیٹ ووڈ کے قریب ایک جرمن غوطہ خور کشتی نے تارپیڈو کا نشانہ بنایا۔

نہر سوئز اور دیبیودتر کی کوششیں ۳۱۔ جنوری) ترک مقام قاطیہ پر قابض ہیں۔ جو قنطرہ سے ۲۵ میل بجانب شمال مشرق ہے۔ اور انکی ہراولی چوکیاں مقام بئیر الدبار میں ہیں جو قنطرہ سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر ہے ترکوں کی ایک چوکی مقام مویا ہراس میں ہے جو نہر سوئز کی جھیل آب تلخ سے ۲۵ میل بجانب مشرق ہے۔ تیسری ترکی چوکی مقابر ما بلوکی میں ہے جو شہر سوئز سے دس میل بجانب مشرق ہے۔ بحیرہ قلزم کے (شمالی ساحل کے) مقام طور میں بھی ترکوں کا ایک چھوٹا سا دستہ موجود ہے جمعرات ۲۹ جنوری کی صبح کو ترکوں کا ایک گرداوری کرنیوالا دستہ قنطرہ سے بجانب مشرق ایک برطانوی چوکی سے دوچار ہوا۔ تو ان کو پسپا کیا گیا۔ وہ چار لاشیں پیچھے چھوڑ گیا۔ زخمی اٹھا لیگیا۔ ہماری طرف ایک ہندوستانی افسر اور ایک ہندوستانی سپاہی ہلاک ہوئے اور پانچ گورکھے زخمی ہوئے۔ ترکوں نے سوئز کے مشرق میں مقام کبری کی چوکی پر حملہ کیا تو باآسانی پسپا کئے گئے۔

سرکاری تار کا خلاصہ:۔ دہلی ۳۱ جنوری (مغربی) میدان جنگ میں لاباسی کے قریب جرمنوں نے بھاری فوج جمع کر کے حملہ کیا اور سخت نقصانات کے باوصف ہراولی خندقوں کو فتح کر کے شہر کونتی کا رخ کیا مگر وہاں برطانوی توپخانہ نے ان کا زور توڑ دیا۔ اور رات پڑ جانے پر متحدہ فوجیں پھر آگے بڑھکر اپنی خندقیں واپس لینے کے قابل ہو گئیں۔ مشرقی میدان جنگ میں بھاری تیاریاں ہو رہی ہیں دیگر روسی مبصرین کا قیاس ہے کہ آسٹروی باامداد جرمنان کارپیتھین پار شدید حملہ کرکے نمایاں فتح پانیکی کوشش کرینگے تاکہ رومانیا جنگ میں شریک ہونیسے رک جائے۔

شروع دسمبر تک جرمن سپاہ کے ۲۰ لاکھ آدمی ہلاک و زخمی ہوئے تھے۔ زخمیوں میں سے ۵ لاکھ شفایاب ہو کر پھر فوج میں آئینگے۔ ان کے علاوہ جرمنی اب صرف اور بیس لاکھ نئے آدمی بہم پہونچا سکے گی۔

آسٹروی شکست پیٹروگراڈ ۳۱ جنوری درہ دکلا اور درہ ویشوف کے درمیانی علاقہ میں لڑائی عام محاربہ کی شکل اختیار کر رہی ہے دکلا سے بجانب جنوب مغرب روسیوں نے سنگین تین قطاریں خندقوں کی فتح کرکے آسٹریوں کو کمر توڑ شکست دی اور ۵۲ سو آدمی مع توپوں کے پکڑ لئے۔ بوجیموف میں جرمن نقصان کثیر پسپا کئے گئے۔

رائٹرز ایجنسی فروری سنہ ۱۹۱۵ء میں اپنے قیام پنجاہ سالہ کی جوبلی منائیگی۔

ہندوستان کی خبریں

آرہ کے مندر کے مہنت کے قتل کے ملزموں کی اپیل ہائی کورٹ کلکتہ سے خارج ہو گئی یہ مقدمہ بھی دہلی کے مقدمہ سازش کی شاخ تھا۔

سیالکوٹ سے نارووال تک بفاصلہ ۰ میل ریل بننے والی ہے

فیروزپور کے مقدمہ قتل میں کل ملزموں نے جرم سے انکار کیا۔ اسیروں نے ان کو ایسے گروہ کے ممبر قرار دیا جو بغرض ڈکیتی مددگار ہے تھے۔ ۲۸ کو کارروائی ختم ہوئی۔ عدالت نے حکم محفوظ رکھا۔

ضلع بنوں کے مقام شاہین قلی خان میں ہم محسود ول نے ۲۶ جنوری کی رات کو ڈاکہ ڈالا۔ اہل دہ نے مقابلہ کیا۔ چار ڈاکو قتل ہوئے ایک پکڑا گیا۔

مقامی معاصر اخبار الضیاء سات آٹھ مہینے سے برہمن سٹیم پریس لاہور میں چھپتا رہا تھا۔ بقول زمیندار اس کا ڈکلریشن منسوخ کر دیا گیا ہے۔

پنجاب گورنمنٹ نے لاہور کی دلفڑ کمپنی ... اور شملہ کے مٹھائی فروشاں کیبت آہرس کو مخالف خرم قرار دیکر ان سے سوادوستد کی ممانعت کر دی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان ۔ دارالامان ۔ مورخہ ۴ ۔ فروری ۱۵ء

ہم کو واقعی رنج ہے

...ہے کہ احمدی دنیا کے مصائب سے خوش ہوتے ۔ بنی نوع ... کے رنج والام کو دیکھ کر بجائے افسوس کرنے کے وہ ایک نشان ... کر اظہار مسرت کرتے ہیں ۔ لیکن ہم کہتے ہیں ۔ کہ یہ ہماری ... اور ہمارے عقائد کی ہتک ہے ۔ کیونکہ نہ ہم دنیا کے مصائب ... ہیں ۔ اور نہ بنی نوع انسان کے رنج والم پر اظہار مسرت ... عقائد میں داخل ہے ۔

... ہمارا پیشوا ۔ ہمارا مقدس میرزا جہانوں کے لئے رحمت ... کی تعلیم عالمگیر اس کا اسلام وہی اسلام ہے ۔ جو اس کے ... رسول اللہ نے سکھایا تھا ۔ اور ایسے اسلام کی رو سے ہر ایک ... فرض ہے ۔ کہ بنی نوع انسان کے ساتھ شفقت و محبت ... ۔ اور تعظیم لامر اللہ کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ کو ... بنائے ۔ چنانچہ خدا کے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوا مسیح موعود ... کہ جو شخص اپنے پڑوسی کے ساتھ محض اس لئے کہ وہ اس کا ... نہیں ۔ سلوک سے پیش نہیں آتا ۔ وہ مجھ میں سے نہیں ۔ ... تعلیم کے ماننے والے سے کیونکر اس امر کا ارتکاب ہو سکتا ... آدم کے بچوں اور اپنے بھائیوں کے مصائب پر خوش ہو ۔ ... کیونکہ ہم کسی کی بربادی پر خوش نہیں ہوتے ۔ نہ کسی کی تباہی ... مسرت کرتے ہیں ۔ بلکہ ہم اپنے خدا کے کسی فعل کو ۔ اور وہ ... کہ جس کی نسبت اس نے اپنے فرستادہ کو پہلے سے خبر ... عبث نہیں سمجھتے ۔ اس کے نشانات کی بےقدری نہیں کرتے ... کو محض تحیت کی امید پر بھول نہیں جاتے ۔ اور جب بھی ... ہستی کا کوئی ثبوت ملے ۔ تو اس کے اظہار میں عوام و خواص ... کی پرواہ کو اپنے نزدیک تک نہیں پھٹکنے دیتے ۔ اور یہ ... اس لئے کہ غافل دنیا ہوشیار ہو جائے ۔ سوئے ہوئے ... ۔ بھولے ہوئے راہ راست اختیار کریں ۔ اور پہلوں ... سے عبرت پکڑ کر اس بربادی و تباہی کے طوفان میں نوح وقت کی کشتی پر سوار ہو جائیں ۔ پس چاہئے ۔ کہ ہم کو الزام دینے والے ہماری قدر کریں ۔ نہ کہ شکایت ۔ کیونکہ ہم ان کی روح کو ہلاکت سے بچانے ان کے نفوس کو خدا سے ملانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اور اسطرح ان کی بہی خواہی کا بہترین فرض بلا اجر و معاوضہ ادا کرتے رہتے ہیں ۔

دوستو! ہم تو اس پاکباز مزکی انسان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والے ہیں ۔ جو نذیر اور بشیر تھا ۔ اور جو اپنے پیارے بچے کے مرنے کو بھی ایک نشان الٰہی سمجھتا اور اس سے فائدہ اٹھا کر اپنے خدام کا تزکیہ کرنے کی ایک راہ نکال لیتا تھا ۔ سنو! ہم تم کو ایک واقعہ سناتے ہیں ۔ جو اس موضوع پر کافی روشنی ڈالتا ہے ۔ جب حضرت مسیح موعود کا پیارا بیٹا مبارک احمد اس دارفانی سے کوچ کر گیا ۔ ایک طرف تو بتقاضائے بشریت حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ۔

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک خو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر

اور دوسری طرف اس بچے کی موت کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان قرار دیکر اپنے دعوٰی کی صداقت میں پیش کرتے ہیں اور اس کی موت کو الہام الٰہی کے ماتحت واقع ہونے والی دکھا کر اسے بھی ایک نشان قرار دیتے ہیں ۔ الہام ہے ۔ انی اسقط من اللہ واصیبہ ۔

اب اس سے صاف واضح ہے ۔ کہ ہم نشانات الٰہیہ کے پیش کرتے وقت دنیا کی مصائب سے خوش نہیں ہوتے ۔ بلکہ بتقاضائے بشریت و اخوت انسانی صدمات عالم سے متاثر ہو کر بھی خدا تعالیٰ کی مرضی و رضا کو مقدم کرتے اور نشانات سماویہ کو ہستی باری کا ایک ثبوت قرار دیکر خیر خواہی مخلوق کیخاطر اپنے رنج پر بھی خلائق کو ترجیح دیتے ہیں ۔

پس اگر ایک طرف ہم رود بار انگلستان کے کنارہ پُرخون کی ندیاں چلنے کو ہسار یورپ کے پانیوں کو شراب انجبار کیطرح سرخ ہوتے ۔ اور بحیرہ شمالی کی سطح پر سرکار برطانیہ کی تازہ فتح سے کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں کا تماشہ دیکھتے ہیں ۔ یا ڈنکرک وغیرہ جیسی پر تازہ ہوائی جنگ کے باعث آسمان سے گند ہک برستی ہوئی مشاہدہ کرتے ہیں ۔ یا اٹلی کے ہولناک زلزلہ سے آویزانو اور اس کے ساتھ ۳۰ دیگر قصبات کی تباہی و نقصان کے ہیبتناک نظارہ کو عالم تصور میں لاتے ہیں ۔ اور ان سب کو مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے مطابق واقع ہونے کے سبب نشانات آسمانی قرار دیتے ہیں تو ساتھ ہی ہمارے قلب میں اک مصیبت زدہ ابنائے آدم کے لئے رنج و غم پیدا ہوتا ہے ۔ اور ہمدردی کے جذبات اٹھتے ہیں ۔ جو کہ اس تباہی و بربادی کا شکار ہوئے ۔ یا اس کی وجہ سے خود مصیبت معرکہ ہو رہے ہیں ۔ اس سے بھی بڑھ کر ہم کو واقعی اس بات کا صدمہ و رنج ہے ۔ کہ کیوں دنیا ان نشانات کو دیکھ کر بھی صداقت سے دور رہے اور رہ رہ کر خیال اٹھتا ہے ۔ کہ آہ کیوں مرنیوالے اس آبحیات سے محروم رہے جو ان کو ابدی زندگی عطا کرتا اور ہمیشہ کیلئے زندہ رکھتا ۔

اگرچہ ہم پاؤنیر کے لندنی نامہ نگار کیطرح یہ کہنا اور لکھنا جائز نہیں سمجھتے ۔ کہ نئے سال کا آغاز منحوس اور پرالم ہے کیونکہ اسکے حرف ملامت کے بنانے والے کی ذات پر آتا ہے ۔ اور نہ یہی ہم پسند کرتے ہیں ۔ کہ آسمان کا شکوہ و شکایت کریں ۔ کیونکہ ہمارے نزدیک آسمان بجائے خود کوئی چیز نہیں ۔ نہ قضاء و قدر کوئی علیحدہ وجود ہے ۔ بلکہ جو کچھ بھی ہوتا ہے ۔ وہ الٰہی منشاء کے ماتحت ہوتا ہے ۔ اور خود خداوند عالم ہی لفظ آسمان کے مرادف ہیں تاہم ہم کو یہ دیکھ کر واقعی رنج ہے ۔ کہ نیا سال بظاہر مسلمانوں کے لئے صدمات کا سال ہے ۔ غریب ٹرکی اپنی شامت اعمال سے بلقانی بھٹی سے نکل کر ایک اور جلا دینے والی آگ میں کود پڑی ہے ۔ ایران روسی و ٹرکی افواج کی باہمی چپقلش کا آماجگاہ بن رہا ہے ۔ بلقان کے رہے سہے مسلمان خدا معلوم ابھی کن کن مصائب کا ہدف ہونگے ۔ البانیا کی آگ کے شعلے جنگ بلقان سے لیکر آج تک برابر بھڑکتے چلے آتے ہیں ۔ اور ان کے بجھنے کی تا حال کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی ۔

گو ہم مسلمانوں کی اس گری ہوئی حالت کو عذاب الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں ۔ تاہم ہمیں رنج ہے ۔ کہ کیوں ٹرکی و ایران نے ان دور آور حملوں سے قبل اس زمانہ کے موعود نذیر کی آواز پر لبیک نہ کہا ۔ اور کیوں طوفان ... سے ... کشتی کی تلاش نہ کی ۔

پھر جب ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ مسلمانوں کی قوم ہر طرح سے پستی اور ذلت کے تاریک و گہرے گڑھے میں گر رہی ہے ۔ ان کی رہی سہی سیاست بھی خدا تعالیٰ خاک میں ملا رہا ہے ۔ اور رہتی سہتی ان کے ظاہری علماء کو بھی روئے زمین سے اس طرح پر اٹھا رہا ہے ۔ کہ ان کا کوئی بدل ان کے پاس نہیں ۔ تو ہمیں اس غلطی خوردہ گمراہ قوم کی حالت پر رحم آتا ہے ۔ ان کی بہبود کی سعی کرتے

ہستی باری تعالیٰ

نمبر ۴

پانچویں دلیل پانچویں دلیل ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں قرآن مجید ان لفظوں میں بیان فرماتا ہے۔ لا یعلم الغیب الا اللہ یعنی علم غیب ایک ایسا علم ہے۔ جو دنیا میں کسی انسان کو معلوم نہیں۔ اور آئندہ ہونے والے واقعات سے روئے زمین پر کوئی شخص واقف نہیں۔ اور واقعہ میں اگر انسان غور کرے۔ تو اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ جو باتیں ابھی ظہور میں نہیں آئیں۔ ان سے کوئی شخص آگاہ نہیں۔ اور انسان تو یہ بھی نہیں جانتا۔ کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ اور پرسوں اس پر کونسی مصیبت پڑنے والی ہے۔ غرض آئندہ کا حال کوئی نہیں جانتا۔ اور مستقبل کے واقعات کسی کو معلوم نہیں۔ لیکن باوجود اس کے پھر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ جن راستبازوں نے نبوت کا دعوٰی کیا۔ اور خدا کی طرف سے آنے کے مدعی ہوئے۔ وہ بعض خبریں قبل از وقت دیتے رہے۔ اور وہ واقعہ کے مطابق پوری بھی ہوتی رہیں۔ حالانکہ یہ مسلم امر ہے۔ کہ کوئی انسان آئندہ کی خبریں معلوم نہیں کرسکتا۔ تو اب ہم نبیوں کے معاملہ میں غور کرنے سے اس نتیجہ تک پہنچے۔ کہ وہ بھی ہم جیسے انسان تھے۔ وہ بھی آئندہ کے واقعات سے ہماری طرح محض لاعلم تھے۔ لیکن یہ جو غیب کی بہت سی اہم خبریں قبل از وقت وہ دنیا پر ظاہر کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بکل شئی علیم ہستی ہے۔ اور جو انہیں خاص طور پر ان پیش آنے والے واقعات سے مطلع کرتی رہی ہے۔ اس بات کو قرآن حکیم اس طرح پر بیان فرماتا ہے۔ لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی نبیوں اور رسولوں پر جو غیب کی خبریں منکشف ہوتی ہیں۔ یہ ان کی ذاتی خوبی نہیں۔ بلکہ ایک وراء الوریٰ ہستی ہے جو ان کو قبل از وقت واقعات سے مطلع کرتی ہے۔ غرض نبیوں کا پیشگوئیاں شائع کرنا اور بڑے بڑے اہم واقعات کا قبل از وقت بیان کر دینا اور پھر وقت پر ان باتوں کا پورا ہو جانا خدا تعالیٰ کی ہستی کی ایک بڑی زبردست دلیل ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ کے ذریعہ ایک پیشگوئی شائع کی جاتی ہے کہ میں تیرے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور ٹھیک دو ہزار برس بعد یہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ اور اس بات پر مہر لگاتی ہے۔ کہ حضرت موسیٰ کا تعلق یقیناً ایک ایسی ہستی سے تھا۔ جو عالم الغیب ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کا فرمانا مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ اپنے وقت پر کس وضاحت سے پورا ہوا۔ اور پیشگوئی کے پورا ہونے نے ایک ثبوت قائم کر دیا۔ کہ مسیح ناصری کا ایک وراء الوریٰ ہستی سے تعلق تھا۔ اور اسی نے انہیں آئندہ ہونے والے واقعات سے مطلع کیا۔ پھر رسول کریم نے بھی نبوت کا دعوٰی کیا۔ اور آپ نے سینکڑوں باتیں قبل از وقت دنیا پر ظاہر کیں۔ اور وہ اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ الم غلبت الروم کا ملاحظہ کرو۔ پھر دجال یاجوج ماجوج کی پیشگوئیاں آج ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہیں اور دجال کا گدھا تیرہ سو برس کے بعد ہمارے زمانہ میں نمودار ہوتا ہے۔ پھر کتابوں کا پھیلنا دریاؤں کا پھاڑا جانا۔ اونٹوں کا بیکار ہونا مسیح و مہدی کا آنا۔ دجال کا قتل ہونا صلیب کا پاش پاش کیا جانا یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ جو ہماری آنکھوں نے دیکھی ہیں اور یہ سب کی سب پکار پکار کر عالم الغیب کی ذات بابرکات کا پتہ دے رہی ہیں۔ پھر اس زمانہ میں ایک صادق منصب نبوت و رسالت پر مبعوث ہو کر صدہا نہاں در نہاں باتوں سے دنیا کو آگاہ کرتا ہے اور ایسے ایسے عظیم الشان اور عجیب واقعات کی اطلاع دیتا ہے۔ کہ بظاہر وہ ناممکن معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن تھوڑا زمانہ گذرنے نہیں پاتا۔ کہ وہ باتیں منصۂ [illegible] ظہور میں آجاتی ہیں۔ دیکھو ابھی کل کی بات ہے۔ کہ اس نے پنڈت لیکھرام کو کہا۔ کہ سید الوریٰ خیر الرسل کے حق میں بدزبانی مت کر۔ کہ اسکا انجام خراب ہے۔ مگر پنڈت لیکھرام باز نہ آیا۔ اس پر اس صادق نے کہا۔ الا اے دشمن نادان و بیراہ بترس از تیغ بران محمدؐ۔ پھر جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ لیکھرام کا کیا انجام ہوا۔ پھر جب بنگالہ تقسیم ہوا۔ اور بنگالی شور مچا کر ایجیٹیشن پھیلا کر تھک کر بیٹھ رہے۔ اور انگلستان کے بڑے بڑے مدبرین نے قطعی رائے دیدی۔ کہ اب یہ تقسیم کبھی منسوخ نہیں ہوسکتی۔ اسوقت اس نے الہام پاکر اعلان کیا۔ کہ تقسیم بنگالہ منسوخ ہو کر بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی۔ گو کسی کو یقین نہ آیا۔ اور ہنسی کرنے والوں نے ہنسی کی۔ مگر گذشتہ ۱۹۱۲ء میں ہمارا زمینی بادشاہ انگلینڈ سے چلکر دہلی آیا۔ اور وہاں تقسیم بنگالہ موقوف کر کے ہمارے آسمانی بادشاہ کے کلام کی تصدیق کی۔ کیا یہ حیرت انگیز واقعہ اس بات کی دلیل نہیں۔ کہ مسیح موعود کا ایک ایسی ہستی سے تعلق تھا۔ جو علیم و حکیم اور قادر و مقتدر ہستی ہے۔

چھٹی دلیل ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں چھٹی دلیل اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کے وجود کو پیش کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم۔

یعنی دنیا میں بہت سے بادشاہ ہیں۔ بڑے بڑے قلعے بنواتے ہیں۔ اور آسمان سے باتیں کرنے والی عمارتیں تیار کرواتے ہیں۔ لیکن ایک وقت کے بعد وہ قلعے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ وہ عمارتیں ویران ہو جاتی ہیں۔ اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں رہتا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ بادشاہ اپنے وقت میں بیشک بڑی قوت اور شوکت رکھتے تھے۔ لیکن جب موت نے ان کو اس دنیا سے باہر کر دیا۔ پھر اس کارخانہ میں ان کا کوئی دخل باقی نہ رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں ایک چھوٹا سا مکان مکہ میں بناتا ہوں۔ وہ ہمیشہ آباد رہیگا۔ اور اس مقام پر کبھی ویرانی دخل نہ پا سکے گی۔ وہ مکان لوگوں کے لئے امن کا موجب ہوگا۔ لوگ دنیا کے کناروں سے قربانیاں گذراننے وہاں آئیں گے۔ اور وہاں پر ہمیشہ حج ہوتا رہے گا۔ اور وہ دینی مرکز بن جاوے گا۔ اب دیکھو اس وعدہ کو تیرہ سو برس ہونے کو آئے۔ اور ہمارے سامنے سینکڑوں قلعے اور عظیم الشان فلک نما عمارتیں زمین کا پیوند ہو گئیں بیسیوں بڑی بڑی سلطنتیں تباہ ہو گئیں۔ اور دنیا پر بڑے بڑے انقلاب آئے۔ مگر مکہ کا وہ معمولی سا مکان اپنی اسی شان و شوکت کے ساتھ قائم ہے۔ لوگوں کے لئے امن کا موجب بنا ہوا ہے۔ دیکھو آج موجودہ جنگ میں ٹرکی کے ماتحت ہونے کی وجہ سے شام اور عراق اور قسطنطنیہ سخت خطرہ میں ہیں۔ اور وہاں کے لوگ آئندہ آنے والے حوادث سے پریشان ہو رہے ہیں۔ مگر ملک عرب اور مکہ معظمہ ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں کے رہنے والوں کو اس جنگ کا کوئی خطرہ نہیں۔ غرض مکہ معظمہ کی یہ خصوصیت اور ہزاروں لاکھوں آدمیوں کا وہاں ہر سال دیوانہ وار دوڑتے ہوئے جانا اور بیت اللہ کا یہ اعزاز و احترام اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اس کا بنانے والا غیر فانی ہے۔ اور آگے فرمایا۔ لتعلموا ان اللہ یعلم یعنی بیت اللہ کا وجود صریح دلالت کرتا ہے۔ کہ اس کا بانی ازلی ابدی اور قادر و مقتدر ہے۔ جو اپنے بنائے ہوئے مکان کی حفاظت اپنی بے نظیر قدرت سے کرتا ہے اسی طرح [illegible]

باوا نانک علیہ الرحمتہ کے مُسلمان ہونے کی پانچ زبردست دلیلیں

چونکہ سکھوں کے موجودہ مذہب کو پانچ کے عدد کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے۔ اور ان کی بُنیاد ہی پانچ ککوں پر ہے۔ اس لئے میں اپنے اس مضمون میں باوا نانک علیہ الرحمتہ کے مسلمان ہونے کی پانچ دلیلیں بیان کرونگا۔ اور پھر دیکھوں گا کہ نانک کے شیدائی اس پانچ کے عدد کی کہاں تک قدر کرتے ہیں۔ اور صداقت کو اختیار کرنے میں وہ کہاں تک کوشاں ہیں۔

دلیل اوّل

تمام سکھ اس بات کے قائل ہیں کہ باوا نانک صاحب اپنی زندگی میں ایک دفعہ مکّہ معظمہ تشریف لے گئے تھے۔ اور دو برس کے قریب وہاں مقیم رہے تھے۔ ہم باوا صاحب کے اسی سفر سے اور مکہ معظمہ میں تشریف لے جانے سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ مُسلمان تھے۔ کیونکہ مکہ ایسا مقام ہے کہ جب سے حضرت رسول کریمؐ نے اس کو فتح کیا۔ اور وہ مُسلمانوں کا مذہبی مرکز بنا۔ اس وقت سے اب تک کی بالکل ممانعت ہو گئی کہ کوئی غیر مذہب کا آدمی وہاں داخل ہو۔ بلکہ مکہ کو چھوڑ تمام ملک عرب کے متعلق مسلمانوں کا یہی مذہب ہے کہ اس میں کسی غیر مذہب والے کو داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ تیرہ سو برس سے لیکر آج تک کبھی کسی غیر مسلم کو یہ موقعہ نہیں ملا کہ وہ غیر مسلم ہونے کی حالت میں مکہ میں داخل ہوا ہو۔ اگر کبھی شاذونادر کے طور پر کوئی غیر مذہب کا آدمی چلا گیا۔ اور کسی اتفاق سے وہاں کے لوگوں پر کھل گیا کہ یہ مُسلمان نہیں تو بس یہی ہوا۔ کہ وہاں کے رہنے والوں نے اسے اسی جگہ سنگسار کر دیا۔ اور آج جبکہ یورپ زوروں پر ہے۔ اور ٹرکی اُن کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ تب بھی یہ ناممکن ہے کہ کوئی یورپین کھُلے بندوں مکہ میں داخل ہو۔ ہرگز نہیں فوراً سنگسار کر دیا جاوے تو باوا صاحب ایسے زمانہ میں جبکہ تمام دنیا پر مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ مکہ شریف میں دو ہی طرح جا سکتے تھے یا تو وہ حقیقی مُسلمان ہو کر مکہ میں جاتے۔ اور نماز۔ روزہ اور حج کے ارکان ادا کرتے۔ اور یا اس طرح کہ مُسلمان تو نہ ہوتے مگر ظاہر کرتے کہ میں مسلمان ہوں۔ مگر یہ دوسری بات بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ ایک معمولی شریف آدمی بھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ وہ جھوٹ بولے۔ اور کسی قوم میں منافق بن کر رہے۔ اور وہ دین ظاہر کرے جو اس کے دل میں نہیں تو یہ بات ایک گورو اور ایک ولی اور دھرماتما سے کس طرح سرزد ہو سکتی ہے کیا باوا صاحب دو سال مکہ والوں سے جھوٹ بولتے رہے؟ معاذ اللہ۔ یا کیا دو سال تک باوا صاحب نے نفاق اختیار کئے رکھا۔ ہرگز نہیں کیا گرو کے سکھ اپنے پیشوا کے متعلق یہ الزام گوارا کر سکتے ہیں۔ بالکل نہیں پھر تو ماننا پڑیگا کہ باوا صاحب مکہ میں اس صورت سے گئے تھے کہ انکے دل نے اسلام کی صداقت کو محسوس کر لیا۔ اور وہ دل سے مُسلمان ہو گئے۔ اور پھر ایک مُسلمان کی طرح انھوں نے فریضہ حج ادا کیا غرض مُسلمانوں کی حکومت اور ان کا یہ قانون کہ کوئی غیر مسلم مکہ میں داخل نہ ہو۔ اور پھر باوا صاحب کا مکہ میں جانا اور وہاں دو برس تک کھلم کھلا رہنا حضرت باوا صاحب کے اسلام کا ایک زبردست ثبوت ہے ✦

دلیل دوم

قومی رواج اور سوسائیٹی کے قوانین بھی ایک حد تک بہت سے واقعات کے کھوج لگانے میں مدد دیتے ہیں۔ ہم بھی قومی رواج کے ذریعہ حضرت باوا صاحب کا مُسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اور وہ اس طرح پر کہ سکھوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیات خاں پٹھان کے ہاں ایک دفعہ باوا صاحب تشریف لے گئے۔ وہاں پر جب آپ کا آنا ہوا تو آپ کی بزرگی کو دیکھ کر حیات خاں کی بیوی نے اپنے خاوند کو کہا کہ اتفاق سے یہ بزرگ ملگیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر ہم اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دیدیں۔ اس تجویز سے حیاتخاں نے بھی اتفاق کیا۔ اس طرح پر اس لڑکی کا باوا صاحب سے نکاح ہو گیا اور اس کے بطن سے باوا صاحب کے ہاں دو بچے بھی پیدا ہوئے اس واقعہ سے بھی ہم یہی نتیجہ نکالیں گے کہ باوا صاحب مُسلمان تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کے مذہب میں حرام اور قطعی حرام ہے کہ وہ اپنی لڑکی کسی غیر مسلم سے بیاہ دیں۔ اس لئے حیات خاں ایسے فعل کی ہرگز جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ پھر علاوہ ازیں قومی رواج کو دیکھئے۔ جب سے مسلمان ہندوستان میں آئے کبھی کسی مُسلمان نے اپنی لڑکی کسی ہندو کو نہیں دی۔ خواہ وہ راجہ ہی کیوں نہ ہو۔ برخلاف اس کے ہندؤں میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنی بیٹیاں خوشی سے مسلمان بادشاہوں کے نکاح میں دیدیتے تھے اس لئے حیات خاں کا باوا صاحب سے نکاح میں اپنی بیٹی دینا دلالت کرتا ہے کہ باوا صاحب اپنا آبائی مذہب تبدیل کر چکے تھے۔ ورنہ نہ شریعت اُسے اجازت دیتی ہے نہ قومی رواج۔ اور پھر خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ اس ملک میں مسلمان بحیثیت فاتح کے ہوں۔ دیکھو آج جبکہ مُسلمان اور ہندو مساوی حیثیت رکھتے ہیں کوئی بے دین سے بے دین مُسلمان بھی اپنی لڑکی کا نکاح ہندو سے کرنے پر راضی نہیں۔ اور ایسے فعل سے تو مر جانا ہی ہزار درجہ اچھا سمجھتا ہے تو ایک ایسے زمانہ میں اس فعل کا واقعہ ہونا کیسا تعجب انگیز ہے جبکہ مسلمان فاتح اور ہنود مفتوح۔ مُسلمان حاکم اور ہندو محکوم تھے۔

دلیل سوم

یہ بھی سکھوں کے مُسلّمات سے ہے کہ جب باوا صاحب کی وفات ہوئی تو مسلمانوں اور ہندوؤں میں ان کی نعش کے متعلق بڑا جھگڑا برپا ہوا۔ مُسلمان کہتے تھے کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ اس لئے ہم انہیں دفن کرینگے اور جنازہ پڑھیں گے۔ اور ہندو کہتے تھے کہ نہیں ہم انہیں ہندوؤں کی رسم کے مطابق جلائیں گے۔

اس روایت سے بھی ہم یہی یقین کرتے ہیں کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ کیونکہ ایک ایسے شخص کی وفات پر کبھی جھگڑا نہیں ہو سکتا۔ جو ہندوؤں کے گھر پیدا ہو۔ اور پھر ساری عمر ہندو ہی رہے۔ کیا کبھی کہیں اور کبھی ایسا ہوا کہ ایک ہندو کی نعش کو مُسلمان چھینتے ہوں اور اس پر جنازہ پڑھنا چاہتے ہوں۔ اور اسے اپنے قبرستان میں دفن کرنا چاہتے ہوں۔ غور کرنا چاہیئے کہ اگر باوا صاحب مُسلمان نہ ہوتے۔ اور اسلام کے شعار ادا نہ کرتے اور مُسلمانوں کی عبادت نہ بجا لاتے تو کبھی مُسلمان لوگ ان کی نعش کو لینے کی کوشش نہ کرتے۔ مُسلمانوں کی یہ چھینا جھپٹی ہمیں بتاتی ہے کہ باوا صاحب مُسلمان تھے۔ یہاں ایک شخص سوال کر سکتا ہے کہ اگر باوا صاحب مُسلمان تھے۔ تو ہندوؤں نے کیوں ان کی نعش کے لینے کی کوشش کی۔ اس کا یہ جواب ہے کہ باوا صاحب چونکہ پیدائشی مسلمان نہ تھے۔ بلکہ آپ ایک ہندو کے گھر پیدا ہوئے۔ اور اسی مذہب میں جوان ہوئے۔ اس لئے آپ کی پیدائش کے لحاظ سے ہندو آپ کو ہندو سمجھتے تھے۔ اور مُسلمانوں کی پوزیشن اور رہے۔ وہ باوا صاحب کے اعمال کی وجہ سے انہیں مُسلمان تسلیم کرتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں مکّہ تک ہو آئے ہیں۔ ایک بزرگ حاجی ہیں۔ قرآن کی تعریف میں شبد کہتے ہیں۔ اس لئے انکی وفات پر ان کی نعش لینا چاہتے تھے۔ لیکن ہندؤں کے جھگڑے کی وجہ یہی تھی۔ کہ وہ

بادا صاحب کی پیدائش کیطرف جاتے تھے - اور بادا صاحب کے آباء و اجداد کی طرف نظر کرتے تھے - غرض بادا صاحب کی وفات پر مسلمانوں کا ہندوؤں سے برسر پیکار ہونا ایک محقق کے نزدیک بادا صاحب کے اسلام لانے پر ایک زبردست برہان ہے -

دلیل چہارم

بزرگوں اور ولیوں کو خدا تعالیٰ ایسی قبولیت بخشتا ہے کہ دنیا ان کی طرف کھنچتی چلی آتی ہے - اور لوگ ان کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں - پھر یہ کشش یہاں تک رنگ لاتی ہے کہ بزرگوں کی جوتیاں اٹھانا لوگ اپنا فخر سمجھتے ہیں - اگر ایک بزرگ کی جوتی میں سے چمڑے کا ایک ٹکڑہ ٹوٹ کر گر جاوے تو لوگ اٹھا کر بطور تبرک رکھ لیتے ہیں - کونسا وہ سکھ ہے جو بادا صاحب کی جوتیاں اٹھانا اپنے لئے فخر نہیں سمجھتا - بھلا جب جوتیوں کی یہ قدر ہوتی ہے - تو ان تبرکات کی کہاں تک قدر ہونی چاہیئے - جن کو خود وہ بزرگ بابرکت سمجھتے ہوں - اس کا تو اندازہ بھی نہیں ہو سکتا - غرض بزرگوں کی قبولیت ان کے جذب اور ان کے تبرکات پر غور کرنے سے بھی میں یقین کرتا ہوں کہ بادا صاحب مسلمان تھے کیونکہ بادا صاحب کا وہ متبرک چولا جس کو وہ برکت کے خیال سے زیب تن فرمایا کرتے تھے - آج بڑے ادب اور احترام سے ڈیرہ بادا نانک میں سینکڑوں ریشمی رومالوں میں لپٹا ہوا رکھا ہے - اور جس کی زیارت کے لئے ہر سال ہزاروں آدمی وہاں جاتے ہیں - اور ایک بڑا بھاری اجتماع ہوتا ہے - اس چولہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے چولہ پر قرآن مجید کی کشیدہ کی ہوئی آیات ہیں - اور جابجا ایسی آیتیں لکھی ہوئی ہیں - جن کا یہ مضمون ہے کہ اسلام کے سوا کوئی مذہب سچا نہیں - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے رسول ہیں اور اسلام کے بغیر نجات نہیں - اور کلمہ شریف سورہ فاتحہ - سورہ اخلاص بھی چولہ پر کڑھی ہوئی ہیں - اور ایک بھی ایسا فقرہ اس پر نہیں - جو اسلام کے خلاف ہو - اس سے ثابت ہوا - کہ بادا صاحب مسلمان تھے - اور اسلام کے اظہار میں ایسے نڈر تھے کہ ایک چولہ پر آیات قرآنی کشیدہ کروا کر ہمیشہ پہنے رہتے تھے تاکہ آپ کے اسلام سے خاص و عام آدمی آگاہ ہو جاویں پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد کی طرف منتقل ہو گیا - اور آج تک نسل در نسل انہیں کے خاندان میں بڑی حفاظت سے رکھا ہوا ہے -

پانچویں دلیل

ایک شریف انسان کی زبان اس کے دل کا حقیقی آئینہ ہے - وہ کبھی ایسی بات نہیں کہتا - جو اس کے دل میں نہ ہو - اور وہ کبھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالتا جسے اس کا قلب قبول نہیں کرتا - بلکہ وہ جو کچھ کہے گا - اُسے دل سے بھی تسلیم کرتا ہوگا - اور جب یہ بات معمولی شریف انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے - تو ان بزرگوں اور مہاتماؤں میں تو ضرور پائی جانی چاہیئے - جو دنیا کی ہدایت کے لئے آتے ہیں - اور وہ جو رذیلوں کو شریف بنانے آتے ہیں - میں شریفوں کی اس عادت سے استدلال کرتا ہوا دعوے کرتا ہوں کہ حضرت بادا صاحب مسلمان تھے - کیونکہ جنم ساکھی جو حضرت بادا صاحب کے شاگرد رشید مردانہ نے لکھوائی اور گورو انگد صاحب آپ کے خلیفہ اول نے لکھی - اس میں حضرت بادا صاحب کے بہت سے ایسے شبد ہیں - جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مسلمان تھے - ذیل میں مختصر طور پر ان کا حاصل مطلب بیان کرتے ہیں - اور اگر کوئی شخص وضاحت کا خواستگار ہو - اسے ہم اصل الفاظ اور جنم ساکھی کے حوالے سے مطلع کر سکتے ہیں - لھذا وہ یہ ہیں :-

۱ - بادا صاحب نے مکہ میں اذان دی -

۲ - بادا صاحب اپنے ساتھ مصلیٰ رکھتے تھے -

۳ - بادا صاحب نے فرمایا جو نماز کے تارک ہیں - وہ لعنتی ہیں -

۴ - قرآن کے تیس سپاروں میں پند و نصیحت ہی ہے - سُن کر یقین کرو

۵ - جو کلمہ نہیں پڑھتے وہ دوزخ میں جلینگے -

۶ - وید پڑھ کر برہما مر گیا - ویدوں نے کچھ فائدہ نہ دیا

۷ - اے نانک مکہ مدینہ جا کر حج کر -

۸ - وید وغیرہ میں نجات نہیں صرف قرآن میں ہے -

۹ - رسول کریمؐ پر درود پڑھنے کے بغیر کوئی شخص برکت حاصل نہیں کر سکتا -

۱۰ - بادا صاحب مکہ میں ایک برس تک روزے رکھتے رہے

اب ایک سلیم الفطرت صحیح العقل شخص غور کرے کہ آیا مندرجہ بالا باتوں کا کہنے والا کوئی غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے یا یہ باتیں صرف ایک مسلمان کی شان کے شایاں ہیں ؂

نظم میر حامد شاہ صاحب

خدا کی راہ

خدا کی راہ کیا ہے کام کرنا
مگر اس میں خدا کا نام کرنا

نہ رکھنا نفس کو بے کار اک دم
ستائش حق کی صبح و شام کرنا

لگانا طاقتوں کو امر حق میں
نہ محنت کے بغیر آرام کرنا

ہمیشہ اپنی نیّت نیک رکھنا
کسی کو یوں ہی مت بدنام کرنا

جو غیروں کا ہو دنیا اپنا لینا
کسی شے میں نہ طمع خام کرنا

تصرف کر کے بے جا مال و زر میں
نہ نقل پستہ و بادام کرنا

نصیحت ہے نصیحت ہے نصیحت
اسے مشہور خاص و عام کرنا

یہ حامد کا تمہیں پیغام حق ہے
نہیں منظور اپنا نام کرنا

ظہور المہدی

جسمیں احمدی مذہب کا آمنت باللہ سے لیکر الیوم الآخر تک مکمل بیان ہے - اور تمام دعاوی مسیح موعود کا قرآن و حدیث سے ثبوت دیا گیا ہے - اور احمدی تصنیفات کا خلاصہ اس میں موجود ہے ۳۵۲ صفحے حجم - آج کل قیمت بجائے دو روپے کے سوا روپیہ ہے - ایک روپیہ پچھلے اشتہار میں غلطی سے لکھی گئی تھی -

(مینیجر الفضل)

امام الزمان

حضرت مسیح موعود مرسل یزدانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف لطیف اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگوں کی کتب محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں ؂

متفرق نوٹ

لارڈ ہیڈلے کا اسلام

پیسہ اخبار میں ایک صاحب نے مسلم انڈیا کے ایک مضمون کے کچھ حصے کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین الفضل بھی افسوس کے ساتھ اسے پڑھ سکیں :-

لارڈ ہیڈلے نے اپنی صدارت کی تقریر رسالہ اسلامک ریویو یعنے مسلم انڈیا لنڈن (بابت ماہ رواں) میں طبع کروائی ہے اور فرقوں کی عبادات اور اعتقادات کا ذکر کرتے کرتے وہ فرماتے ہیں کہ " مثلاً شہروں کے کاروباری آدمیوں کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ رات دن میں پانچ دفعہ نماز مسلمانوں کی سی پڑہیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے خیال میں وہ مسلمان پکے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا پر ان کا اعتقاد ہی کافی ہے وہ غالباً اپنی خاموش دعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں ارسال کرتے ہیں کہ وہ ہر امر میں ان کو ہدایت دے۔ اور ان کے دل کو سیدھا رکھے۔ اور گو ان کو اپنا سر نیاز زمین پر رکھنے کا موقع نہ ملے تاہم ان کی یہ دعا یقیناً قبول ہوتی ہے۔ اس دنیا میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو مفید تو ہیں مگر ضروری نہیں۔

آگے چل کر لاٹ صاحب شراب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " جو اس معاملہ میں ہمارے لئے ضروری ہے وہ یہ بات ہے کہ ہمارا اپنے آپ پر قابو رہے۔ جو لوگ شراب پینے والے ہیں یا پی کر ترک کر دینے والے ہیں وہ ان لوگوں سے بدرجہا مفید ہیں۔ جنھوں نے کبھی شراب نہیں پی۔ جو شخص میدان میں نکلنے سے گھبراتا ہے وہ بزدل ہے۔ مفید وہی شخص ہے جو میدان میں جاکر بہادرانہ کارنمایاں کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے تو صاف یہ معنے ہیں کہ اگر تھوڑی سی پی لی جائے تاکہ ایمان ایک چلّو شراب میں بہ نہ جائے تو تو خیر مضائقہ کی بات نہیں۔ البتہ اتنی پینا درست نہیں ہے جس سے انسان کا قابو اپنے پر سے جاتا رہے۔

اٹلی کا ہولناک زلزلہ

خدا کے مسیح کا وہ نشان جو وسط ماہ جنوری میں ظاہر ہوا۔ اس کی کچھ مزید کیفیت پہنچی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اطالیہ کا زلزلہ

مزید کیفیت

قصبہ ایوازانو کے آٹھ ہزار باشندوں میں صرف سو نفوس بچے باقی سات ہزار نو سو فنا ہو گئے۔ غرض یہ ہے کہ سارا قصبہ ایک

کھلا ہوا گورستان

بن گیا ہے۔ ایک کالج کی گری ہوئی عمارت سے یہ دلگداز آواز آرہی تھی۔ ہم پوری ایک سو چالیس لڑکیاں یہاں دبی ہوئی ہیں برائے خدا جلد ہمیں نکالو۔

نظارہ

اوازانو کا شہر بجائے خود ایک مہیب اور ہولناک منظر ہے بڑی دشواری سے اب تک پوری دو سو لاشیں اور ایک سو ساٹھ زخمی انسان کھنڈرات میں سے نکالے گئے ہیں ہر جگہ سے ہر مقام سے دردناک صدائیں آرہی ہیں۔ بریڈ کی بارک میں ۱۰۰ سپاہی موجود تھے۔ انہیں سے ۹۵ بارک کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ اور صرف پانچ زندہ بچے ہیں۔

زلزلہ کا دائرہ جتنا پہلے خیال کیا گیا تھا اس سے بہت زیادہ ہے۔ شمال میں اس کا اثر سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کی سرحد تک پہنچا ہے اور جنوب میں اٹلی کے ...... سرحد میں دور تک پھیلا ہوا ہے۔ جھیل فکینو کے قریب پورے ۱۸ چھوٹے چھوٹے قصبے برباد ہوئے ہیں۔ اوازانو کے قریب روم سے چالیس میل تک جانب شرق سارے کا سارا ملک برباد ہو گیا۔ اور یہ گویا تباہی کا صدر مقام سمجھنا چاہیئے اس کے علاوہ بیس چھوٹے چھوٹے گاؤں اور برباد ہوئے جن کی عمارتیں زمین کے برابر ہو گئیں

روم ۱۷ جنوری۔ سب سے تازہ فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ سے تیس ہزار آدمی تو صرف ابرزی کے صوبہ میں ہلاک ہوئے یہ بھی پتہ لگا ہے کہ پیٹرنو کے ضلع میں جو بہت سے چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں انکی آبادی اٹھارہ ہزار تھی۔ اور اس میں پورے دس ہزار آدمی آئے یعنی نصف سے زیادہ ہلاک ہوئے۔

اسی طرح چھوٹے چھوٹے مقامات میں مثلاً سمپیلنو میں سولہ سو آدمیوں میں چھ سو ہلاک ہوئے۔ اور گاؤں تو بالکل صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ میگیانو میں ۱۳۰۰ پیسینا میں ۴۰۰۰۔ سان بنلیڈو میں تین ہزار۔ لاپیلی میں ۸۰۰۔ اور اسی طرح اور جگہ بھی بہت بہت آدمی مرے ہیں۔

اوازانو کی تو ایسی حالت ہو گئی ہے۔ گویا کسی مشین میں اس کی شاندار عمارتوں کا دلیہ پیسا گیا۔

یہ حالات پڑھ کر ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ خدا کی جناب میں جھک جائیں۔ خشوع وخضوع وتضرع سے کام لیں۔ نشان پر نشان ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر اہل دنیا کچھ ایسے نیند کے ماتے ہیں کہ غفلت کے لحافوں سے باہر نہیں نکلتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کی راہوں پر چلائے۔ اور وہ اپنے آپ کو مورد عذاب بننے سے بچالیں ۔

طاعون کا زور اور پھر بھی بے باکی

موسم بہار شروع ہوتے ہی طاعون چمک اٹھا ہے۔ بعض علاقوں میں اس کی تباہی خوفناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ ایک اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ " گڈھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں اسوقت بیماری پلیگ کا سخت زور شور ہے۔ گڈھ مہاراجہ کی آبادی قریباً دو ہزار ہے۔ لیکن اوسطاً اموات ہر روز دس بارہ کے قریب ہیں۔ اس چھوٹے سے قصبہ میں اس قدر اموات کا ہونا قہر الہٰی ثابت ہو رہا ہے نہ اسجگہ کوئی ہسپتال ہے اور نہ ہی کوئی نزدیک ہسپتال ہے کہ لوگ دوائی وغیرہ لے سکیں یا کچھ ہدایات جو اس بیماری سے بچنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں دریافت کر سکیں۔ لوگ کتوں کی موت مر رہے ہیں۔ سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپے فی مردہ اٹھا کر کوئی شہر سے باہر دریا میں پھینکنے کے لئے نہیں لیجاتا۔ دفنانا اور جلانا تو ایک طرف رہا۔ مردے یونہی پڑے سڑ رہے ہیں۔ ادھر چوروں نے لوٹ مچا رکھی ہے۔ بیس بیس تیس تیس چور دن دھاڑے مسلح ہو کر آجاتے ہیں۔ اور مال واسباب کے اونٹ لاد کر لے جاتے ہیں۔ ایک نے دو آدمیوں کو چودھری (بیٹی) کی جا بیاں نہ بتانے کے عوض جان ہی سے مار ڈالا ہے۔

خدا کے عذاب کے وقت تو کم از کم اپنی حالتوں میں اصلاح کر لینی چاہیئے۔ مگر یہ بھی شرارت اعمال ہی ہے کہ بجائے نیکی کے او [illegible]

انجمن ترقی اسلام

انجمن ترقی اسلام جس سرگرمی سے حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی کی ہدایات کے ماتحت کام کر رہی ہے۔ وہ احمدی جماعت سے مخفی نہیں۔ مثلاً حیدرآباد دکن میں دو بزرگ حال میں گئے ہیں۔ اور انکی تازہ رپوٹوں سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ نہایت کامیابی سے تبلیغ میں مصروف ہیں۔ چنانچہ وہاں غیر احمدی بھی اب ہمارے مبلغین کے لیکچر دلچسپی سے کراتے اور سنتے ہیں۔ پھر علاقہ بنگال میں علاوہ واعظین کے ٹریکٹوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جن کا نہایت ہی عمدہ اور نتیجہ خیز اثر ہو رہا ہے۔ اور روز ایک آدھ خط تحقیق کے طور پر دیار خلافت میں موصول ہوتا ہے۔ علاقہ پنجاب میں مختلف مقامات پر ترقی اسلام کے دس بارہ مبلغ تبلیغ کے لئے دورہ کر رہے ہیں۔ اور اب عنقریب بیرونی ممالک میں بھی کچھ مبلغ جانے والے ہیں۔ پہلے چوہدری فتح محمد صاحب ولایت میں اور دو مبلغ مصر و شام میں کام کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں یکم جنوری ۱۹۱۵ء سے مبلغین کلاس کو باقاعدہ طور پر بصورت مبلغین کالج قائم کیا گیا ہے۔ جس میں مبلغین کو معقول وظائف دیکر تعلیم دیجاتی ہے۔ جو انشاء اللہ ایک سال کے کورس ختم کرنے کے بعد ہمارے مبلغین میں ایک قابل تعریف اضافہ ہوں گے پھر مختلف ٹریکٹ وقتاً فوقتاً عند الضرورت شائع ہوتے ہیں چنانچہ حال میں حضرت فضل عمر کا رسالہ القول الفصل کئی ہزار کی تعداد میں طبع کرا کر مفت شائع ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفہ ثانی کی جلسہ سالانہ والی مبسوط اور پُر معانی تقاریر بھی بصورت رسالہ عنقریب شائع ہونے والی ہیں۔ پھر اب مختلف زبانوں مثلاً سندھی۔ مرہٹی مدراسی وغیرہ میں تبلیغی ٹریکٹ شائع کرنے کا ارادہ بھی ہے۔ اور قرآن شریف کا انگریزی اور اردو ترجمہ کا انتظام ہو رہا ہے۔ جس کے لئے صرف کثیر کی ضرورت ہے، ادھر منارۃ المسیح بھی بپایہ تکمیل پہنچنا ضروری ہے۔ ان تمام عظیم الشان کاموں کی سرانجام دہی کے لئے سر دست کم از کم سات آٹھ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ مگر یہاں روپیہ کی کمی ہے۔ اس لئے احباب کی توجہ بہت جلد درکار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس تاخیر کے باعث کسی قسم کی رکاوٹ پیش آئے۔ تقریباً تمام انجمنوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ترقی اسلام کے لئے وعدے کئے تھے۔ اب ان وعدوں کے ایفاء کی طرف جلد توجہ کر کے اس مہینہ کے اندر اندر یا دوسرے ماہ تک مذکورہ بالا تعداد روپیہ کی دفتر ترقی اسلام میں ضرور آجانی چاہیئے۔

انجمن ترقی اسلام کا روپیہ براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں یا سکرٹری انجمن ترقی اسلام کے نام ارسال کیا جاوے۔ اور اگر دفتر محاسب میں روپیہ ارسال کریں تو ساتھ ہی لکھ دیا جاوے کہ اس قدر روپیہ انجمن ترقی اسلام کا ہے تاکہ حساب میں مغالطہ نہ ہو۔ اُمید ہے کہ احباب متفقہ طور پر کوشش کر کے میری اس تحریک کا عملی جواب دینگے۔ اور ہر قسم کے ٹریکٹ جو انجمن ترقی اسلام نے شائع کئے ہیں۔ محصولڈاک بھیج کر مفت منگوا کر عام تقسیم کریں۔

علاوہ ازیں دفتر ترقی اسلام سے مفصلہ ذیل کتب قیمت پر مل سکتی ہیں جن کے خریدنے سے ہم خرما و ہم ثواب ہوگا۔ یعنی ایک تو کتاب مل جائیگی دوسرے ترقی اسلام کی امداد۔ کتب یہ ہیں:۔

تحفۃ الملوک۔ تازہ تصنیف حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی قیمت قسم اول ۸/ قسم دوم ۲/ اس کی بہت سی تعداد مفت تقسیم کی گئی ہے۔

نوٹ درس حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ للعہ۔ معین المبلغین۔ مولفہ احمد حسین صاحب فرید آبادی ۸/

والسلام ۔ شیر علی۔ سکرٹری ترقی اسلام
۲ - فروری ۱۹۱۵ء

نومبائعین

ضلع سیالکوٹ

(۱) چوہدری نتھے خانصاحب (۲) سماۃ حسین بی بی

(۳) سماۃ محمد بی بی (۴) میاں غلام حیدر صاحب
(۵) میاں اللہ جوایا صاحب (۶) عنایت اللہ صاحب
(۷) اہلیہ " " (۸) میاں نصر اللہ صاحب
(۹) مبارکہ (۱۰) محمد دین صاحب
(۱۱) میاں محمود صاحب (۱۲) ابراہیم صاحب
(۱۳) میاں اسمٰعیل صاحب (۱۴) امام بی بی صاحبہ
(۱۵) سردار بیگم صاحبہ (۱۶) اہلیہ عبد العزیز صاحب
(۱۷) احمد خاں صاحب (۱۸) میاں رحمت خانصاحب
(۱۹) میاں سردار احمد صاحب (۲۰) میاں حسن محمد صاحب
(۲۱) میاں نذیر احمد صاحب (۲۲) رحیم بی بی صاحبہ
(۲۳) آمنہ بی بی صاحبہ (۲۴) مبارک بی بی صاحبہ
(۲۵) میاں حیات محمد صاحب (۲۶) سماۃ کرم بی بی صاحبہ
(۲۷) میاں مہر الدین صاحب (۲۸) محمد بی بی صاحبہ
(۲۹) برکت بی بی صاحبہ (۳۰) میاں فضل دین صاحب
(۳۱) میاں جلال الدین صاحب (۳۲) میاں لدو صاحب
(۳۳) سماۃ اللہ دی بی (۳۴) میاں مولا بخش صاحب
(۳۵) حسین محمد صاحب (۳۶) میاں لال دین صاحب
(۳۷) چوہدری پیر اندتا صاحب (۳۸) میاں اللہ دتا صاحب
(۳۹) عالم بی بی صاحبہ (۴۰) سردار بیگم صاحبہ
(۴۱) میاں فقیر محمد صاحب (۴۲) میاں امام الدین صاحب
(۴۳) چوہدری حاکم دین صاحب (۴۴) میاں عمر الدین صاحب

ضلع لاہور

(۴۵) میاں امام الدین صاحب (۴۶) میاں سکندر صاحب
(۴۷) میاں حسن الدین صاحب (۴۸) اہلیہ میاں امام الدین صاحب
(۴۹) اہلیہ میاں سکندر صاحب (۵۰) اہلیہ میاں حسن دین صاحب
(۵۱) میاں نبی بخش صاحب (۵۲) میاں محمد الدین صاحب
(۵۳) میاں فتح محمد صاحب (۵۴) سماۃ فتح بی بی
(۵۵) میاں نظام الدین صاحب (۵۶) میاں محمد علی صاحب
(۵۷) میاں سردار علی صاحب (۵۸) میاں رحمت علی صاحب
(۵۹) میاں غلام علی صاحب (۶۰) بنت نظام الدین صاحب
(۶۱) سماۃ رانی صاحبہ (۶۲) چوہدری بہاول صاحب نمبردار
(۶۳) میاں ولی محمد صاحب (۶۴) بھاگ بھری صاحبہ